شیخ شہاب الدین سہروردی

نوشتہ

حکیم شمس اللہ قادری

مرتب

طارق محمود



شیخ شہاب الدین سہروردی

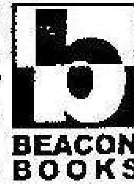
نوشتہ

حکیم شمس اللہ قادری

مرتب

طارق محمود

بیکن بکس



میاں چیمبرز، 3 ٹیمپل روڈ، لاہور فون: 6366079 - 042
6365721

گلگشت، ملتان فون: 6520791، 6520790 - 061

e-mail:beaconbookspakistan@hotmail.com
e-mail:beacon_books_pakistan@yahoo.com

اشاعت : 2007ء

عبدالجبار نے

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز لاہور

سے چھپوا کر بیکن بکس ملتان۔ لاہور

سے شائع کی۔

قیمت : 30 روپے

ISBN: 978-969-534-127-8

انتساب

اپنی مادرِ علمی

بہاءالدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان

کے نام

حرفِ آغاز

حکیم شمس اللہ قادری (۱۸۷۷-۱۹۵۳ء) حیدرآباد دکن کے ممتاز محقق، مورخ اور ادیب تھے۔ انہوں نے اپنے وسیع مطالعہ کے باعث تاریخ وادب سے متعلق اعلیٰ پائے کے تحقیقی و تدقیقی کارنامے سرانجام دیئے۔ ان کا شمار حیدرآباد کے بالغ النظر مورخین میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اُردو تاریخ نویسی کو نئے جہانوں سے آشنا کیا۔ وہ بیک وقت ماہر آثارِ قدیمہ، ماہر مسکوکات اور دیگر علوم وفنون کے ماہر کے طور پر برصغیر میں مشہور ومعروف تھے۔ متنوع موضوعات پر تحریر کردہ اُن کے مضامین ہندوستان کے موقر رسائل ''اردو'' (اورنگ آباد)، ''مجلّہ عثمانیہ'' (حیدرآباد دکن)، ''زمانہ'' (کانپور)، ''تاریخ'' (حیدرآباد دکن)، ''مخزن'' (لاہور)، ''ہندوستانی'' (الہ آباد)، ''تمدن'' (دہلی) وغیرہ میں شائع ہوئے۔ اُن کی کئی تصانیف ''نقودِ اسلامیہ'' (۱۹۲۴ء)، ''اردوئے قدیم'' (۱۹۲۵ء)، ''آثار الکرام'' (۱۹۲۸ء)، ''سلاطینِ معبر'' (۱۹۲۸ء)، ''نظام التواریخ'' (۱۹۳۰ء)، ''ملیبار'' (۱۹۳۰ء)، ''مورخینِ ہند'' (۱۹۳۲ء)، ''امرائے آصفیہ'' (۱۹۳۹ء)، ''امرائے پائیگاہ'' (۱۹۴۰ء) وغیرہ آج بھی نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ انہی یادگار تصانیف میں ایک کتاب سلسلۂ تصوف ''سہروردیہ'' کے موسس اعلیٰ شیخ شہاب الدین سہروردی ایسے بزرگِ کامل کی زندگی اور تعلیمات کے ذکر پر مشتمل ایک تحقیقی وتدقیقی جائزہ کے طور پر اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کی تالیف کی ایک وجہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی شخصیت، علمی بصیرت اور فہم وفراست کا اعتراف ہے جبکہ دوسری وجہ مملکتِ آصفیہ (۱۷۲۴-۱۹۴۸ء) کے نظام الملک آصف جاہ اول، میر قمرالدین خان کا سلسلۂ نسب ہوسکتا ہے جو سترہ واسطوں سے ہوتا ہوا شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی سے جا ملتا ہے۔ حکیم صاحب کی یہ کتاب تصوف اور صوفیاء سے اُن کی دلچسپی کا بھرپور مظہر ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ماہ شعبان ۵۳۹ھ میں زنجان کے مضافات میں واقع قصبہ ''سہرورد'' میں پیدا ہوئے اور یکم محرم الحرام ۶۳۲ھ کو اُنہوں نے وفات پائی۔ آپ کا سلسلہ نسب ۱۳ واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جاملتا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بکری المعروف عموریہ بن ابن سعد بن حسین بن قاسم بن سعد بن نصر بن عبدالرحمان بن قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر صدیقؓ تک ثابت ہے۔ تصوف کی دنیا میں آپ کی حیثیت ایک بزرگ اور ولی کامل کی ہے۔ عراق، مصر، شام، حجاز، ایران، ہندوستان اور پاکستان میں آپ کی بزرگی اور اکملیت کے قائل ہزاروں، لاکھوں مریدین اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ آپ کی ذات صاحب کشف و کرامات ہے۔

شیخ شہاب الدین نے اپنے چچا شیخ ابوالنجیب سہروردی سے کسب فیض کیا جو خود بھی نہایت متقی اور پرہیزگار اللہ والے تھے۔ آپ نے تمام دینی و دنیاوی علوم اُن سے حاصل کیے۔ اپنے پیرومرشد کے انتقال (۵۶۴ھ) کے بعد اُن کی مسند اور سلسلہ سہروردیہ کے موسس ثانی قرار پائے۔ لاکھوں لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ بہت سے نامور علماء، فضلاء آپ کے حلقہ ارادت میں رہے۔ برصغیر پاک و ہند میں آپ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ تھی اُن کے ممتاز اور نامور خلفاء میں حضرت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی ☆۱، شیخ جلال الدین تبریزی، حضرت شاہ ترکمان بیابانی، حضرت شیخ شہاب الدین جگجوت، حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی، حضرت شیخ نوح بھکری، حضرت مولانا مجدالدین حاجی، حضرت شیخ ضیاء الدین رومی، حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی، حضرت شیخ فریدالدین عطار، حضرت شیخ ظہیرالدین محمود بن عبداللہ سہروردی اور حضرت شیخ شمس الدین صفی سہروردی، حضرت شیخ شریف الدین سہروردی ☆۲ وغیرہ شامل ہیں۔

☆۱ برصغیر پاک و ہند میں سہروردیہ سلسلہ کے بانی شیخ الاسلام حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی ۲۷ رمضان ۵۶۶ھ کو ملتان کے نزدیک قصبہ کروڑ میں پیدا ہوئے۔ اپنے مرشد کامل کی تلاش کے سلسلہ میں بہت سے صالحین اور فقراء سے استفادہ کیا۔ بالآخر بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردی کی صورت میں اپنے مرشد کو پانے میں کامیاب ہو گئے اور انتہائی مختصر وقت میں سلطان المشائخ کی صحبت واردات کی برکات کے باعث خرقہ خلافت حاصل کیا اور مرشد کے حکم کے مطابق ملتان تشریف لے آئے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی لوگوں کی فلاح و بہتری کے لیے وقف کر دی۔ آپ کے عہد کو خیر الاعصار کہا جاتا ہے۔

☆۲ آپ کا تعلق حیدرآباد دکن سے تھا۔ جہاں تمام عمر لوگوں کی فلاح اور بھلائی کے لیے کام کیا۔

شیخ شہاب الدین نے تمام عمر رشد و ہدایت کے چراغ روشن کیے اور لاکھوں لوگ آپ کی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مخلوقِ خدا کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے کئی کتابیں اور رسالے بھی تحریر کیے۔ جن میں تصوف، علم الکلام، فلاسفہ قدیم، منازل سلوک، قرآن پاک کی تفسیر ایسے موضوعات پر نہایت مدلل انداز میں گفتگو کی۔ اُن کی کتب میں جذب القلوب الی مواصلۃ المحبوب، رشف النصائح، اعلام الھدیٰ، کتاب الاراد، صفوۃ الصوفیہ فی آداب المریدین، بغیۃ البیان فی تفسیر القرآن، کتاب الوصایا، الحریق المختوم لذوی العقول والنھوم، مقامات العارفین، اسرار العارفین و سیر الطالبین، الرسالہ فی اعتقاد الحکماء، الرسالہ فی الفقر اور عوارف المعارف وغیرہ شامل ہیں۔ منجملہ ان تصانیف کے اُن کی کتاب ''عوارف المعارف'' سب سے زیادہ مشہور مبسوط اور جامع تصنیف ہے جو تصوف اور احکام و آداب، شریعت کی تعلیمات کے لیے بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ ذکرِ قلبی، توجہ شیخ، نسبتِ عثمان کا ظہور اور معین اسباق اس سلسلہ کا اختصاص ہیں۔

حکیم شمس اللہ قادری نے نہایت محنت اور دلجمعی سے شیخ شہاب الدین سہروردی کے متعلق معلومات اس کتاب میں جمع کر دی ہیں جو نہ صرف اس سلسلہ سے منسلک صاحبان کی رہنمائی کے لیے منفرد مطالعہ کی حیثیت رکھتی ہیں بلکہ دیگر سلاسلِ تصوف چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور عام قارئین کی دلچسپی کا بھی بہت سارا سامان اس کتاب میں موجود ہے۔

اس کتاب کی ترتیب کے سلسلہ میں اپنے اساتذہ ڈاکٹر انوار احمد، ڈاکٹر روبینہ ترین، ڈاکٹر معین الدین عقیل اور دوستوں حسن نواز (اسلام آباد)، حافظ سرور، عمار زیدی، شعبۂ عربی، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، ملک طفیل، صدرِ شعبۂ فارسی، اسلامیہ کالج خانیوال اور سیّد معاویہ امجد بن سیّد امین شاہ (خانیوال) کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کتاب کی اشاعت کے ہر مرحلے اور متن میں موجود عربی و فارسی اشعار کے ترجمہ کے سلسلہ میں میری بھرپور معاونت فرمائی۔

طارق محمود

الامام العارف محی السنہ شیخ الشیوخ ابو جعفر عمر بن محمد بن عبداللہ بن عمویہ التمیمی البکری المعروف بہ شیخ شہاب الدین السہروردی

مشہور جغرافیہ نویس یاقوت حموی شہاب الدین ابو عبداللہ الرومی ☆ المتوفی ٦٢٦ھ غالباً سب سے پہلا مصنف ہے جس نے شیخ الشیوخ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کی شہرہ آفاق تصنیف معجم البلدان شیخ الشیوخ کی وفات سے گیارہ سال پہلے ٦٢١ھ کے حدود میں تمام ہوئی ہے۔ اس میں جو حالات مذکور ہیں اگرچہ نہایت مجمل ہیں۔ تاہم نام ونسب، تاریخ ولادت اور بغداد کی سکونت پر اُن سے کافی روشنی پڑتی ہے۔

معجم البلدان کے بعد قاضی شمس الدین احمد بن خلکان المتوفی ٦٨١ھ کی کتاب وفیات الاعیان خاص توجہ کے قابل ہے۔ کیونکہ ابن خلکان بھی یاقوت کی طرح شیخ الشیوخ کا معاصر ہے۔ شیخ الشیوخ کی وفات کے بیالیس سال بعد ٦٥٤ھ میں اس نے اپنی کتاب کی تالیف شروع کی۔ اٹھارہ سال کے بعد ٦٧٢ھ کے حدود میں اُسے تمام کیا۔ اس میں شیخ الشیوخ کا تذکرہ خاصی تفصیل کے ساتھ تحریر ہے۔

امام حدیث ابو عبداللہ محمد بن سعید الدبیثی المتوفی ٦٣٧ھ اور مؤرخ عصر محبّ الدین ابو عبداللہ محمدؒ بن نجار البغدادی المتوفی ٦٤٣ھ نے حافظ حدیث ابو بکر احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادی المتوفی ٤٦٣ھ کی ''تاریخ بغداد'' کے ذیل لکھے ہیں اور اُن میں شیخ الشیوخ کا تذکرہ بھی درج کیا ہے۔ لیکن یہ کتابیں اِس وقت نادر ونایاب ہیں۔ تاہم اِن کے بعض اجزاء زمانہ مابعد کی تصنیفات میں اس وقت بھی محفوظ ہیں۔

☆ شہاب الدین ابو عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی ٥٧٥ ہجری (١١٧٩ء) میں ملکِ روم میں پیدا ہوئے۔ اُنہوں نے غالباً عبدالصمد الحرستانی اور تاج الدین الکندی سے تلمذ کیا۔ یاقوت نے اپنی تمام کتب الشریف ابوالحسن علی بن احمد الزیدی کے مشہد کو وقف کر دی تھیں۔

علامہ کمال الدین عبدالرزاق بن احمد الشیبانی المعروف بابن الفوطی المتوفی ۷۲۳ء، امام عفیف الدین ابو محمد عبداللہ بن اسعد الیافعی المتوفی ۷۶۸ء اور قاضی تاج الدین ابو نصر عبدالوہاب بن علی الشافعی المعروف بابن السبکی المتوفی ۷۷۱ء اگرچہ شیخ الشیوخ کے معاصر نہیں ہیں۔ لیکن قریب العہد ضرور ہیں۔ ابن الفوطی خواجہ نصیر الدین طوسی کے شاگرد، عطا ملک علاؤالدین جوینی کے مداح اور بغداد میں مدرسہ مستنصریہ کے خازن کتب تھے۔ ان کی کتاب ''الحوادث الجامعۃ'' میں قرن ہفتم کے وقائع مہمہ اور اعیان واشراف کے تراجم مذکور ہیں۔ امام یافعی ائمہ صوفیہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی تاریخ ''مرآۃ الجنان'' ۷۵۰ء میں تمام ہوئی ہے اس میں التزام کے ساتھ زہاد وصالحین کے تراجم بالتفصیل تحریر ہیں۔ ابن السبکی ائمہ حدیث سے ہیں، ان کی تصنیف الطبقات الشافعیہ اس جامعیت کے ساتھ لکھی گئی ہے کہ مجموعی حیثیت سے فنِ رجال کی کوئی کتاب اس کی برابری نہیں کرسکتی۔ اس میں شیخ الشیوخ کا تذکرہ اس تفصیل سے لکھا ہے کہ کسی دوسری کتاب میں اس سے زائد تو کیا اس کے برابر بھی نہیں مل سکتا۔ ویثی ابن نجار اور ابن خلکان کی تاریخیں ابن فوطی۔ یافعی اور ابن سبکی تینوں کے پیش نظر تھیں۔ اس لیے ان کی کتابوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حرف بہ حرف سند کے قابل ہے۔

ان مصادر کے علاوہ تاریخ ظہور التتر، سلجوق نامہ، راحت القلوب، فوائد الفواد اور مناقب العارفین ایسی کتابیں ہیں کہ اُن سے بھی شیخ الشیوخ کی نسبت چند متفرق معلومات حاصل ہوتی ہیں اور وہ قدامت کے لحاظ سے معتبر ترین مصادر میں شمار ہونے کے قابل ہیں۔ ان میں سے پہلی کتاب، تاریخ ظہور التتر، جو عام طور پر سیرۃ سلطان جلال الدین منکبرنی کے نام سے مشہور ہے، ۶۳۹ء میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس کا مصنف نور الدین محمد بن احمد النسوی، سلطان جلال الدین کا منشی تھا۔ دوسری کتاب سلجوق نامہ ۶۸۱ء اور ۶۸۴ء کے مابین تصنیف ہوئی ہے۔ اس کے مصنف امیر ناصر الدین یحیٰ بن مجد الدین محمد ترجمان المعروف بابن بی بی کو سلاجقہ رُوم کے دربار سے تعلق تھا۔ تیسری کتاب راحت القلوب سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین احمد البدایوانی المتوفی ۷۲۵ء کی تصنیف ہے۔ اس میں شیخ کبیر خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر المتوفی ۶۶۴ء کے وہ

ملفوظات جمع ہیں۔ جو شیخ الشیوخ کی وفات کے تیس سال بعد ۶۵۵ھ اور ۶۵۶ھ میں مذکورہ ہوئے ہیں۔ شیخ کبیر چونکہ شیخ الشیوخ کے صحبت یافتہ تھے اس لیے آپ نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ عینی مشاہدات یا یقینی مسموعات پر مبنی ہے۔ چوتھی کتاب فوائد الفواد مشہور شاعر میر حسن بن علاء الجزی المتوفی ۷۳۶ھ نے سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین احمد کی مجالس جمع کی ہیں۔ اِن مجلسوں میں جو ۷۰۷ھ سے ۷۲۲ھ تک منعقد ہوئی ہیں۔ سلطان المشائخ نے شیخ الشیوخ کی نسبت جو کچھ بیان کیا ہے وہ اپنے مرشد شیخ کبیر خواجہ فرید الدین گنج شکر سے سنے ہوئے واقعات ہیں۔ پانچویں کتاب مناقب العارفین شیخ جمال الدین عارف چلپی کے مرید شمس الدین افلاکی کی تصنیف ہے اور شیخ الشیوخ کی وفات کے چھیاسی سال بعد ۷۱۸ھ کے حدود میں لکھی گئی ہے۔ اس میں افلاکی نے شیخ الشیوخ کے وہ واقعات لکھے ہیں جو مولانا روم یا اُن کے فرزندوں اور مریدوں کی زبانی مسموع ہوئے ہیں۔

متاخرین کی تصنیفات میں مولانا نور الدین عبد الرحمٰن الجامی المتوفی ۸۹۸ھ کی ''نفحات الانس جو ۸۸۳ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔ شیخ الشیوخ کے احوال کی نسبت قابل استناد کتاب ہے۔ کیونکہ اس کے بیشتر مطالب ابن خلکان اور امام یافعی کی تصنیفات سے منقول ہیں ''نفحات الانس'' کے بعد تواریخ وتراجم میں جس قدر کتابیں تصنیف ہوئی ہیں اور اُن میں سے جن جن کتابوں میں شیخ الشیوخ کا تذکرہ مرقوم ہے اُس کا بیشتر حصہ عربی میں مرآۃ الجنان اور فارسی میں نفحات سے اخذ ہوا ہے۔

عراق عجم میں زنجان ☆[1] کے قریب ہمدان جانے والے راستہ پر ایک شہر سہرورد آباد تھا۔ چوتھی صدی میں ابنِ حوقل نے اُسے بڑے شہروں میں شمار کیا ہے اور وسعت کے لحاظ سے شہرزور ☆[2] کے برابر بتایا ہے۔ شیخ الشیوخ اس شہر میں ۵۳۲ھ ماہِ رجب کے اواخر یا ماہِ شعبان کے اوائل میں پیدا ہوئے۔ آپ خلیفہ اول امیر المومنین حضرت ابوبکر الصدیقؓ کی اولاد سے ہیں۔ مورخ ابن خلکان

☆ شمالی ایران میں جبال (عراقِ عجم) کا ایک اہم شہر جو قزوین و ہمدان و آذربائجان اور کیلان کے مابین واقع ہے۔ شہرِ زنجان دریائے زنگانہ رُود پر واقع ہے (جس کا قدیم نام نزھۃ القلوب، ص ۲۲۱ کے بیان کے مطابق ماجِ رود ہے) جو مشرق سے مغرب کو بہتا ہے اور سفید رُود (رک بآں) کے بائیں کنارے پر اس سے جا ملتا ہے۔ زنجان آذربائجان سے قزوین کو اور وہاں سے تہران اور خراسان کو جانے والی بڑی سڑک پر ایک اہم مقام ہے۔ (اردو دائرہ المعارف، جلد دہم، لاہور، طبع اوّل، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء، ص ۳۰۵)

☆ یہ ترکمانیہ کی ایک ریاست تھی جو ۱۳۰۹ھ اور ۱۸۹۲ء کے وسط تک اور سلطنتِ عثمانیہ کے دَور تک شہرزور کے نام سے مشہور رہی۔ اسے آج کل کرکوک کہا جاتا ہے۔

نے سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ بن سعد بن حسین بن قاسم بن علقمہ بن نصر بن معاذ بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمدؒ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

الولی الشہیر الزاہد الفقیہ شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمدؒ بن عمویہ [۱] شیخ الشیوخ کے چچا تھے۔ شیخ الشیوخ نے چونکہ اپنے چچا کے سایۂ عاطفت میں تربیت پائی ہے۔ اس لیے تھوڑا سا حال اُن کا بھی بیان کیا جاوے تو چنداں غیر ضروری نہیں ہے۔ شیخ ابو نجیب ۴۹۰ھ میں سہرورد میں پیدا ہوئے، تحصیل علم کے لیے بغداد آئے۔ مسندِ عراق ابو علی محمدؒ بن سعید بن نبہان المتوفی ۵۱۱ھ اور ابو محمد عبدالخالق زاہر بن طاہر الشحامی المتوفی ۵۴۹ھ سے حدیث پڑھی۔ امام ربانی احمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۲۰ھ کی صحبت میں رہ کر تصوف کے اسرار و حقائق سیکھے۔ بغداد کے مغربی حصہ میں دجلہ کے کنارے رباط بنوائی، زہاد اور صوفیا کو لا کر اس میں رکھا۔ خود بھی اسی جگہ وعظ و تذکیر میں مشغول ہوئے۔ پھر مدرسہ نظامیہ میں درس دینے لگے۔ یہ شغل مدت تک جاری رہا۔ اسی زمانہ میں حافظِ خراسان ابو سعد عبدالکریم بن محمدؒ السمعانی المتوفی ۵۶۳ھ اور حافظِ شام ابو القاسم علی بن حسن بن عساکر المتوفی ۵۷۱ھ نے آپ سے حدیث سماعت کی۔ ۵۵۷ھ میں زیارت بیت المقدس کے لیے شام کی جانب روانہ ہوئے۔ موصل میں آکر جامع عتیق میں وعظ فرمایا۔ وہاں سے دمشق آئے۔ ملک العادل نور الدین محمود بن زنگی (۵۴۱ھ ۵۶۹ھ) نے آپ کا بے حد احترام کیا جس کے باعث دمشق میں کچھ عرصہ قیام رہا۔ صلیبی لڑائیوں کی وجہ سے زیارت بیت المقدس کا موقع نہیں ملا۔ ناگزیر بغداد کو واپس چلے آئے۔ ۱۷ جمادی الآخر ۵۶۳ھ کو انتقال فرمایا۔ اپنی رباط میں مدفون ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے ''آداب المریدین'' [۲] نہایت مشہور ہے۔ یہ کتاب تصوف میں ہے اور ہندوستان کے مشائخ صوفیہ میں نہایت مقبول ہوئی ہے۔ شیخ شرف الدین احمد بن یحیی المنیری المتوفی ۷۸۲ھ نے قاضی شرف الدین محمد بن محمد البلغمی کی فرمائش سے اِس کی مبسوط شرح لکھی ہے [۳]۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمدؒ بن یوسف الحسینی المتوفی ۸۲۵ھ نے ۸۱۳ھ میں اِس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اور جگہ جگہ توضیحی فوائد اضافہ کیے ہیں [۴]۔

شیخ الشیوخ وطن سے چھوٹی عمر میں اپنے چچا شیخ ابو نجیب کے یہاں بغداد چلے آئے اور

ان کے سایہ عاطفت میں تربیت حاصل کی۔ گیارہ سال کی عمر سے حدیث پڑھنی شروع کی اور جن آئمہ فن سے استفادہ کیا۔ اُن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

(۱) ابوالفتوح الطائی محمد بن محمد الہمدانی المتوفی ۵۵۵ھ۔[۵]

(۲) مسندِ عراق الامام الحافظ ابوالمظفر ہبۃ اللہ بن احمد الشبلی المتوفی ۵۵۷ھ۔[۶]

(۳) محدث اصفہان ابواحمد معمر بن عبدالواحد بن فاخر القرشی المتوفی ۵۶۴ھ۔[۷]

(۴) مسند بغداد ابوالفتح محمد بن عبدالباقی بن البطی المتوفی ۵۶۴ھ۔[۸]

(۵) ابوزرعہ طاہر بن محمد المقدسی المتوفی ۵۶۶ھ۔[۹]

اسی عہد میں ابنِ فضلان شیخ ابوالقاسم یحیٰ بن علی البغدادی المتوفی ۵۵۵ھ[۱۰] علم الخلاف اور علم الجدل کے زبردست عالم گزرے ہیں۔ ان سے علم فقہ کی تکمیل کی۔ اپنے چچا شیخ ابونجیب سے علم تصوف اور وعظ وتذکیر کے آداب سیکھے۔ امام الائمہ غوث الاعظم شیخ محی الدین، ابی محمد عبدالقادر بن ابوصالح الجیلی المتوفی ۵۶۱ھ کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔

امام یافعی نے روض الریاحین کے تکملہ میں جس کا نام خلاصۃ المفاخر ہے۔ خود شیخ الشیوخ کی زبانی یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ شیخ الشیوخ ایام جوانی میں علم کلام کی تحصیل وتکمیل کے لیے حد سے زیادہ کوشاں تھے۔ اس علم کی بہت سی کتابیں بھی پڑھ لی تھیں۔ درس کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ شیخ الشیوخ کے چچا شیخ ابونجیب اس سے باز رکھنا چاہتے تھے۔ لیکن شیخ الشیوخ کو اس کے ترک کرنے میں تامّل تھا۔ ایک روز ابونجیب شیخ الشیوخ کو لے کر حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنے بھتیجے کا علم کلام کی طرف راغب رہنا اور اُس سے باز رکھنے کے لیے اپنی کوشش کا بے سود ثابت ہونا بیان کیا۔ حضرت غوث الاعظم نے اولاً شیخ الشیوخ سے اُن کتابوں کے نام دریافت کیے جو علم کلام میں اُن کے مطالعہ سے گزر چکی تھیں۔ اِس کے بعد اُن کے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ علم کلام کے تمام مسائل دل سے یک لخت محو ہو گئے۔ جو کتابیں پڑھی تھیں وہ بھی ذہن سے نکل گئیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی دل کے دروازے روشن ہو گئے اور اس میں علم لدنی کا سمندر موجیں مارنے لگا۔ اس وقت حضرت غوث الاعظم نے فرمایا۔ "یاعمر انت آخر المشھورین

بالعراق ''یعنی اے عمر تم اُن لوگوں کے آخر میں ہوگے جو عراق میں مشہور ہوئے ہیں۔[۱۱]

خلیج فارس کے قریب شط الفرات میں دجیل و دجلہ کی دو کھاریوں کے درمیان عبادان نام کا ایک جزیرہ ہے۔[۱۲] شیخ الشیوخ نے اُس میں آ کر عزلت گزینی اختیار کی اور اس جگہ ایک مدت تک ذکر و عبادت اور ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہے کئی سال تک کعبہ میں مجاورت کی۔ متعدد حج کیے۔ پھر بغداد میں آ کر اپنے چچا شیخ ابو نجیب کی رَباط میں وعظ کہنا شروع کیا جو بے حد مقبول ہوا اور اُس کے سننے کے لیے ہر وقت خلائق کا ہجوم رہنے لگا اور آپ بہت جلد مرجع خاص و عام ہو گئے۔ ایک دفعہ مجلسِ وعظ میں کرسی پر تشریف فرما ہوتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

لاتقسنی وحدی فما عودتنی | انی اشبح بھا علیٰ جلاسی

انت الکریم ولایلیق تکرماً | ان یعیر الندمأ دور الکاس ☆

حاضرین پر رقت طاری ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خلایق کے گروہ کثیر نے اسی وقت معصیت سے توبہ کر لی۔

شیخ الشیوخ نے علم حدیث، علم فقہ، علم خلاف اور علوم ادبیہ کو درجہ کمال تک حاصل کیا تھا۔ حدیث اگرچہ آپ کا خاص فن نہیں تھا۔ باوجود اس کے ائمہ فن کے مساوی درجہ رکھتے تھے اور بڑے بڑے محدثین اور فن حدیث کے امام آپ سے روایت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ الامام الحافظ مورخ عراق ابوعبداللہ محمد بن سعید بن یحییٰ الدبیثی المتوفی ۶۳۷ [۱۳] الامام الحافظ محدث شام زکی الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف البرزانی الاشبیلی المتوفی ۶۳۶ [۱۴] ابن النجار الامام الحافظ مورخ عصر محب الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود بن نجار البغدادی المتوفی ۶۴۳ [۱۵] الامام الحافظ محدث شام ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی المتوفی ۶۴۳ [۱۶]، محدث شہیر قطب الدین محمد بن احمد بن علی القسطلانی المتوفی ۶۸۶ [۱۷]، ابن نقطہ الامام الحافظ محدث عراق معین الدین ابوبکر محمد بن عبدالغنی البغدادی المتوفی [۱۸] ۶۲۹ اور کے علاوہ اور بہت سے محدثین نے شیخ الشیوخ سے سینکڑوں حدیثیں روایت کی ہیں۔

☆ ترجمہ: ''مجھ پر سختی نہ کر۔ تُو نے مجھے اس بات کا عادی بنا دیا ہے کہ میں اپنے ہم نشینوں کو سیراب کروں۔ تُو کریم ہے اور کرم کے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے ہم پیالہ دوستوں کو جام مے کی گردش پر بُرا بھلا کہے۔''

شیخ الشیوخ تصوف اور زہد واتقا میں اپنے زمانے کے امام تھے اور آپ سے شیوخ صوفیہ کے گروہ کثیر نے استفادہ کیا تھا آپ کے چچا شیخ ضیاء الدین ابونجیب کی خانقاہ بغداد میں زہاد اور صالحین کی اقامت کا مرکز تھی۔ اسی خانقاہ میں شیخ الشیوخ وعظ وتذکیر کے بعد اپنے ارادت مندوں کو معرفت وسلوک اور حقائق واسرار کے نکتے اور عبادت وریاضت کے طریقے بتایا کرتے تھے جن آئمہ صوفیہ کو آپ سے خاص ارادت تھی اور جو آپ کے خلفاء میں شمار ہوتے تھے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

۱۔ شیخ حمید الدین ناگوری محمد بن عطاء البخاری المتوفی ۶۴۳ھ [۱۹]

۲۔ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی المتوفی ۶۶۶ھ [۲۰]

۳۔ شیخ نجیب الدین علی بن برغش شیرازی المتوفی ۶۷۸ھ [۲۱]

۴۔ شیخ ظہیر الدین محمود بن عبداللہ الریحانی المتوفی ۶۷۴ھ [۲۲]

۵۔ شیخ محمد الیمنی المتوفی ۶۹۲ھ [۲۳]

مشہور شاعر شیخ سعدی مشرف الدین مصلح بن عبداللہ الشیرازی المتوفی ۶۹۱ [۲۴] نے بھی شیخ الشیوخ سے استفادہ کیا ہے اور دونوں ایک مرتبہ دریا میں ہم سفر رہے ہیں چنانچہ خود سعدی نے بوستاں میں اس کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ [۲۵]

مقالات مرداں بمردی شنو — نہ سعدی کہ از سہر وردی شنو
مرا شیخ دانائے مرشد شہاب — دواندوز فرمود برروئے آب
یکے آں کہ در جمع بد بیں مباش — دوم آن کہ در نفس خود بیں مباش ☆

خواجہ کمال الدین اسمٰعیل اصفہانی المتوفی ۶۳۵ [۲۶] جو فارسی کا مشہور شاعر ہے اور جسے فضلائے عصر نے خلاق المعانی کے لقب سے مخاطب کیا ہے۔ شیخ الشیوخ کا ارادت مند خاص تھا

☆ ترجمہ: ''مردوں کی باتیں ایک مرد سے سنو، سعدی سے نہیں بلکہ سہروردی سے سنو۔ میرے دانا مرشد شیخ شہاب نے چہرے کی آب وتاب کے لیے دو باتیں جمع کرنے کا حکم دیا ہے، ایک یہ کہ بُری سوچنے والے مجمع سے نہ ہو، دوسری یہ کہ اپنے نفس کے بارے میں خود بین نہ ہو یعنی اپنے نفس کی تعریف کرنے والا نہ ہو۔''

اوراس نے شیخ الشیوخ کی مدح میں دو قصیدے بھی لکھے ہیں۔ جو اس کے کلیات میں موجود ہیں۔ ان مین سے پہلا قصیدہ چھیاسٹھ بیت کا ہے اور اس کا مطلع یہ ہے۔

اے جناب تو قبلہ احرار
مملکت رابرایت استظہار ☆۱

دوسرا قصیدہ چوہتر بیت کا ہے اور اس کا مطلع یہ ہے۔

دلا بگوش کہ باقی عمر دریابی
کہ عمر باقی ازیں عمر برگزریابی ☆۲

خلفائے بغداد اور سلاطین اطراف واکناف شیخ الشیوخ کا بے حد احترام کیا کرتے تھے اور ان کے درباروں میں شیخ الشیوخ کو ایسا جاہ و مرتبہ حاصل تھا کہ ان کے بعد کسی اور کو میسر نہیں ہوا۔ خلفاء کو ملوک و امراء کے یہاں جب کبھی سفارت بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو دربار خلافت سے شیخ الشیوخ روانہ ہوا کرتے تھے۔ اگر کوئی عالم و فاضل یا زاہد و صوفی دارالخلافت بغداد میں اتا تو اس کے استقبال کے لیے خلفاء کی طرف سے شیخ الشیوخ کا انتخاب ہوا کرتا تھا۔

شمس الدین افلاکی نے مناقب العارفین میں لکھا ہے کہ شیخ جلال الدین مولانا روم کے والد شیخ بہاء الدین محمدؒ البلخی المتوفی ۶۲۸ھ نے ۶۰۹ھ میں سلطان علاؤ الدین محمدؒ بن تکش خوارزم شاہ ۵۹۶-۶۱۷ کے ایما سے ترک وطن کیا۔ اور بلاد روم کی جانب جاتے ہوئے ۶۱۰ھ کے حدود میں بغداد تشریف لائے۔ یہ زمانہ خلیفہ الناصر ابو العباس احمد بن المستضی ۵۷۵-۶۲۲ کی خلافت کا تھا۔ خلیفہ نے شیخ الشیوخ کو استقبال کے لیے مقرر کیا۔ شیخ الشیوخ نے مولانا کو اپنی خانقاہ میں تشریف لانے اور قیام کرنے کی دعوت دی۔ لیکن مولانا نے یہ فرما کر کہ طلبہ کے لیے مدرسہ مناسب ہے المستنصریہ میں قیام فرمایا۔ [۲۷]

☆۱ ترجمہ: ''اے جناب والا آپ آزاد لوگوں کے قبلہ و کعبہ ہیں، مملکت آپ کی پشت پناہی/مدد/تعاون کی طلب گار ہے۔

☆۲ ترجمہ: ''اے دل! توجہ کر! ہوش سنبھال کہ عمر کا آخری حصہ باقی رہ گیا ہے کہ اس ساری عمر میں سے اب جو حصہ باقی ہے اُس پر تو ضبط کو اپنا لے یعنی اُسے رضائے الٰہی کے مطابق گزار۔''

سلطان جلال الدین منکبرنی کے منشی نورالدین محمد بن احمد النسوی نے اپنی تاریخ ظہور التتر میں لکھا ہے کہ ۶۱۴ میں سلطان محمد بن تکش خوارزم شاہ خلفائے عباسیہ کو غاصب خلافت کہنے لگا۔ اپنی مملکت میں خلیفہ الناصر کا نام خطبہ اور سکہ سے نکال دیا۔ سادات کو خلافت کا مستحق قرار دے کر فخر السادات سید علاء الدین ترمذی سے بیعت کی۔ اس کے بعد خلیفہ الناصر کو معزول کرنے کے لیے تیس لاکھ سوار لے کر بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ سلطان محمد کے اس ارادے کی اطلاع جب بغداد میں پہنچی تو خلیفہ سخت پریشان ہو گیا اور شیخ الشیوخ کو سفیر بنا کر مصالحت کے لیے سلطان کے یہاں بھیجا۔ شیخ الشیوخ نے ہمدان کے قریب سلطان محمدؒ سے ملاقات کی سلطان نہایت غرور و نخوت سے شیخ الشیوخ کے ساتھ پیش آیا۔ باوجود اس کے شیخ الشیوخ نے عربی زبان میں نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ بنی عباس کے محامد و محاسن اور فضائل و کمالات بیان کیے۔ سلطان نے اس کا یہ جواب دیا کہ جو صفات آپ نے بیان کیے ہیں ان سے خلیفہ الناصر معرا ہے۔ میں ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتا ہوں جو آپ کے بیان کیے ہوئے صفات سے متصف ہو۔ یہ جواب سن کر شیخ الشیوخ کو سخت ملال ہوا اور نہایت کبیدہ خاطر بغداد کی جانب واپس ہوئے سلطان محمد ہمدان سے نکل کر عقبہ حلوان تک پہنچا۔ یہاں سردی کی شدت اور برف باری کی کثرت سے اس کا سارا لشکر تباہ ہو گیا اور نہایت پریشانی اور پشیمانی کے ساتھ اپنے قصد فاسد سے باز آ کر عراق کی جانب مراجعت کی۔ [۲۸]

امیر حلب ملک العزیز غیاث الدین ابوالمظفر محمد بن الظاہر ابوالفتح غازی ۶۱۳-۶۳۴ھ نے ۶۱۵ھ میں قاضی بہاء الدین ابوالمحاسن یوسف بن رافع الاسدی المعروف بابن شداد المتوفی ۶۳۲ھ کو اپنا دیوان مقرر کیا۔ شیخ الشیوخ خلیفہ الناصر کی طرف سے سفیر ہو کر ۶۱۸ میں ابن شداد کے یہاں اربل ☆ تشریف لائے۔ دورانِ قیام کئی مرتبہ مجالس وعظ و تذکیر کو منعقد فرمایا۔ اس زمانہ میں قاضی شمس الدین احمد بن خلکان اربل میں موجود تھا۔ لیکن صغیر السن ہونے کے باعث شیخ الشیوخ کو نہیں دیکھا سکا۔ [۲۹]

☆ اربل عراق کا ایک شہر ہے جو اس کے شمال میں واقع ہے۔ اس کے اکثر رہنے والے کُرد ہیں۔ یاقوت حموی نے ۱۲۲۰ء میں اس علاقہ کی سیر کی، اس علاقہ کے وسط میں ایک بہت بڑا قلعہ ہے جو قلعۂ اربیل کہلاتا ہے۔ اربل کے لیے آج کل اربیل مستعمل ہے۔

خلفائے بغداد کی جانب سے روم کے سلجوقی فرمان روا سلطان علاء الدین ۶۱۶ھ ۶۳۴ھ کے دربار میں شیخ الشیوخ برسم سفارت تین مرتبہ تشریف فرما ہوئے۔ پہلی مرتبہ ۶۱۷ میں سلطان علاء الدین کی تخت نشینی کے بعد خلیفہ الناصر کی طرف سے منشور سلطنت لے کر قونیہ تشریف لائے۔ امری ناصر الدین یحییٰ المعروف بابن بی بی نے اپنی تاریخ سلاجقہ روم میں اس سفارت کی مفصل کیفیت لکھی ہے[۳۰] اس کا بیان ہے کہ شیخ الشیوخ کے آق سرائے ☆۱ پہنچنے کے بعد سلطان کو آپ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہوا۔ قضاۃ ومشائخ اور اعیان و امراء کو استقبال کے لیے زنجیر لو ☆۲ تک بھیجا جو قونیہ سے ایک فرسخ کی مسافت پر واقع ہے۔ قونیہ میں وارد ہونے کے ایک روز بعد سلطان نے سرائے سلطانی میں شیخ الشیوخ کی دعوت کی۔ سر دربار خلعت خلافت کو پہنا۔ عمامہ سر پر باندھا۔ شیخ الشیوخ نے خلیفہ کا منشور پڑھ کر سنایا۔ مراجعت کے وقت نصاریٰ اور ارامنہ کے خراج سے ایک لاکھ زر نقد۔ پانچ ہزار دینار سلطانی اور پانچ سو پچاس مثقال طلا سے مضروب شیخ الشیوخ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا۔ سلطان کے حکم سے شیخ نجم الدین طوسی الوداع کہنے کے لیے زنجیر نو تک ہمراہ آئے۔ شیخ الشیوخ نے وقت رخصت حسب ذیل دو بیت ارشاد فرمائے۔

ولم او کالتو دیع اقبح منظراً　　وان کان یدعو اھلہ للتعانق
وللصارم الھندی الین جانباً　　ملامسۃ من کف انف مفارق ☆۳

☆۱ (آق سرا) ''سفید محل'' اندرونی آناطولی میں ایک شہر کا نام۔ زمانہ قدیم میں اس کا نام Archelais تھا (دیکھیے Pauly-Wissowa، بذیل مادہ)۔ آق سرای سلجوقی عہد میں ایک اہم مقام سمجھا جاتا ہے اور یہاں کا قلعہ جواب کھنڈر ہو چکا ہے (عز الدین) قلیج ارسلان ثانی کے عہد میں تعمیر ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ قلعہ قرہ مان اوغلو اور عثمانیوں کے قبضے میں چلا گیا۔ سلطان محمد ثانی نے استنبول فتح کرنے کے لیے آق سرای کے زیادہ تر باشندوں کو وہاں منتقل کر دیا اور اُن لوگوں کی وجہ سے استنبول کے ایک محلے کا نام آق سرای ہو گیا۔ یہ شہر ایک زراعتی مرکز ہے اور قالین بافی یہاں کی مشہور صنعت ہے۔ (اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ، جلد اوّل، لاہور، دانش گاہ پنجاب، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، بار دوم، ص ۱۴۱)

☆۲ شمالی شام میں اصلاحیہ کے قریب قرہ صو کی وادی میں آمنوس اور کرد داغ کے درمیان ایک گاؤں۔ اس شہر کے قریب ایک ٹیلہ ہے جو دراصل ایک قدیم آرامی شہر شمعل جو شمالی سوریا کی ایک چھوٹی سی ریاست ''یعدی'' (اشوری یودی Yaudi) کا صدر مقام تھا کے ویرانے کی یادگار ہے۔ (اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ، جلد دہم، لاہور، دانش گاہ پنجاب، اول، ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء، ص ۵۰۵۔

☆۳ ترجمہ: ''میں نے نہیں دیکھا بدترین منظر جدائی کے موقع سے، اگر چہ احباب ایک دوسرے کے ساتھ گلے ملتے ہیں۔ اور ہندی تلوار چھونے کے لحاظ سے نرم ہے حالاں کہ وہ چیر نے پھاڑنے والی ہے۔''

دوسری مرتبہ خلیفہ الظاہر ابونصر محمد بن الناصر (۶۲۲ھ،۶۲۳ھ) کی تخت نشینی کے وقت سلطان اس وقت قلعہ کوالہ میں مصروف سیر و شکار تھا۔ مولانا بہاء الدین بلخی بھی سلطان کے ہمراہ تھے۔ شیخ الشیوخ نے خلیفہ کا منشور سلطان کے حوالے کیا۔ تکمیل سفارت کے بعد ملاقات کے لیے مولانا بہاء الدین یہاں تشریف لائے اسی شب کو سلطان نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ اس کا سر سونے کا، سینہ چاندی کا، شکم پیتل کا، دونوں ران سیسہ کی اور دونوں پاؤں رانگے کے ہوگئے ہیں۔ صبح کو شیخ الشیوخ مولانا بہاء الدین کے ساتھ سرائے سلطانی میں رونق افروز ہوئے اور خواب کی تعبیر اس طرح بیان فرمائی کہ سلطان کی زندگی میں اس کی رعایا آسودہ حال اور سونے کے مانند ذی قدر رہے گی۔ اس کے بعد فرزند کے دور میں گذشتہ عہد کے لحاظ سے رعایا کا حال چاندی کے مانند ہو جائے گا۔ جب فرزند کا فرزند حکمران ہوگا تو ملک و مال کی کیفیت پیتل کے مثل ہوگی اور رعایا دون ہمت و فزوں تہمت ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ تیسری پشت میں رعایا سے صدق و صفا اور خلق و وفا مفقود اور ملک کا امن و امان درہم و برہم ہو جائے گا۔ چوتھی اور پانچویں پشت میں ملک تباہ و برباد آل سلجوق کی حکومت منقرض اور اسلامی بلاد پر اہل فساد قابض و متصرف ہو جائیں گے۔ اس کے بعد سلطان نے گراں قدر تحائف پیش کیے۔ دعائے خیر کی استدعا کی اور عزت و احترام کے ساتھ شیخ الشیوخ کو دربار سے رخصت کیا۔[۳۱]

تیسری مرتبہ خلیفہ المستنصر ابوجعفر منصور بن الظاہر (۶۲۳ھ–۶۴۰ھ) کی خلافت کے وسطی ایام میں جب کہ مولانا بہاء الدین بلخی کا انتقال ہو چکا تھا۔ مولانا روم کی تعلیم و تربیت کے لیے سید سروران خواجہ برہان الدین تبریزی خراسان سے آکر قونیہ میں مقیم ہوئے تھے۔ شیخ الشیوخ سفارت کے مراحل طے فرمانے کے بعد سید سروران کے یہاں ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ سید سروران اس وقت خاک پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپس میں قیل و قال کی نوبت نہیں آئی۔ ہمراہیوں نے سکوت کا سبب دریافت کیا تو شیخ الشیوخ نے فرمایا کہ اہل حال کے سامنے زبان حال ہونی چاہیے نہ کہ قال۔ سید سروران ۶۲۸ھ میں قونیہ آئے ہیں۔ اس اعتبار سے اس سفارت کا زمانہ ۶۲۸ھ کے بعد واقع ہوا ہے۔

ابن طقطقی کا بیان ہے کہ خلیفہ الناصر ۵۷۵ھ-۶۲۲ھ کو علوم دینیہ خصوصاً حدیث سے بڑی رغبت تھی۔ اس نے ایک کتاب روح العارفین کے نام سے لکھی تھی۔ جس میں ستر حدیثیں جمع تھیں۔ مذاہب اربعہ یعنی شافعی، حنفی، مالکی اور حنبلی مسلک کے علماء اور دیگر طلباء اس کتاب کو خود خلیفہ سے پڑھا کرتے تھے۔ اور ان علماء اور طلباء کو اس کے روایت کرنے کی اجازت خود خلیفہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا کرتا تھا۔ لیکن جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ مدرسہ نظامیہ کے فقہا اور طلباء شراب نوشی اور زنا کاری میں مشغول رہتے ہیں تو اس نے تمام فقہا اور طلباء کو مدرسہ سے نکال دیا اور مدرسہ کی عمارت کو گھوڑوں اور اونٹوں کا طویلہ بنا دیا۔ [۳۲] اس کے بعد خلیفہ نے فقہا اور محدثین کی صحبت ترک کردی اور اس کی مجلس میں حکماء اور فلاسفہ کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ خلیفہ اُن سے فلسفہ کے مسائل پر گفتگو کرنے اور فلسفہ کی کتابیں پڑھنے لگا جس کی وجہ سے اس کی طبعیت میں ضلالت و گمراہی کے آثار پیدا ہو گئے۔ شیخ الشیوخ نے خلیفہ کی جب یہ حالت دیکھی تو حکماء اور فلاسفہ کے ساتھ دربار خلافت میں مباحثہ کیا اور خلیفہ کے مطالعہ کے لئے دین کے اثبات اور فلسفہ کے ابطال میں ایک کتاب تصنیف کی اور اس کا نام "کشف النصائح الایمانیہ" و کشف الفضائح الیونانیہ رکھا۔ [۳۳]

امام یافعی کا بیان ہے کہ حل طلب مسائل کی نسبت ارباب طریقت اور علمائے مصر کے فتوے شیخ الشیوخ کے یہاں اطراف عالم سے آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے لکھا کہ اگر میں عمل کو ترک کردوں تو ضلالت کا اندیشہ ہے۔ اور اگر عمل کروں تو نفس مغرور ہو جاتا ہے۔ شیخ الشیوخ نے اس کے جواب میں لکھا، عمل کرو اور جب غرور ہونے لگے تو توبہ کر کے اللہ سے مغفرت چاہو۔ [۳۴]

سلطان المشائخ شیخ نظام الدین احمد البدایوانی المتوفی ۷۲۵ھ کی کتاب "راحت القلوب" میں مرقوم ہے کہ ۶۵۵ھ کے ماہ رجب کی ایک مجلس میں شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین گنج شکر اپنے قیام بغداد اور شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ شیخ الشیوخ کی خانقاہ میں ہر روز کم و بیش ایک ہزار دینار آیا کرتے تھے۔ اور یہ سب اسی روز خدا کی راہ میں صرف ہو جاتے تھے۔ رات ہونے تک ان میں سے ایک حبہ باقی

نہیں رہتا تھا۔[۳۵] جب آپکی وفات کا وقت آیا تو آپ کے لڑکے عماد نے خادم سے صندوق کی کنجیاں مانگیں اس نے دینے میں تامل کیا۔ اور کہا یہ وقت شیخ کی نزع کا ہے۔ اس نے نہ مانا۔ شیخ نے سنا تو فرمایا دیدو۔ اس نے جو کھول کر دیکھا تو صرف چھ دینار پائے اور وہ بھی شیخ پر خرچ ہو گئے۔[۳۶]

زمانہ حال کے مشہور مورخ جرجی زیدان نے اپنی کتاب ''التمدن الاسلامی''میں خلفائے عباسیہ کی دولت وثروت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک موقع پر لکھا ہے کہ تیسری صدی ہجری کے اوائل میں ایک دینار کا تبادلہ پندرہ درہم سے ہوا کرتا تھا زمانہ مابعد میں اس کی مقدار کم ہو کر دس درہم کے مساوی ہوگئی تھی۔ آج کل عباسیوں کے عہد کا ایک دینار نصف گنی (Guinea) ☆ (۵۔ءاپونڈ) کا معادل سمجھا جاتا ہے۔لیکن اس موقع پر اس امر کا لحاظ کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ سکہ کی قیمت پیداوار کی فراوانی اور مزدوری کی ارزانی پر دو چند بلکہ سہ چند زیادہ ہو جاتی ہے۔ عباسیوں کے عہد میں اجناس اور اجرت دونون ارزاں تھے۔ اس لئے سکہ کی قیمت اس عہد میں موجودہ عہد سے کم وبیش تین حصے زائد تھی اس اعتبار سے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ شیخ الشیوخ کی خانقاہ میں موجودہ سکوں سے سالانہ نصف ملین گنیاں آیا کرتی تھیں یہ رقم اس وظیفہ سے پانچ گنا زیادہ تھی جو ملک معظم شہنشاہ جارج کو حکومت کی طرف سے ملا کرتا ہے۔

امام یافعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام الائمہ قطب الاولیا شیخ عبدالقادر الجیلی شیخ الشیوخ کی نسبت فرمایا کرتے تھے ''أنت آخر المشهورين بالعراق''تم اُن لوگوں کے آخر میں ہو جو عراق میں مشہور ہوں گے۔[۳۷]

امام یافعی نے ایک اور مقام پر یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ شیخ الشیوخ اور شیخ الاکبر ابن العربی محی الدین محمدؒ بن علی الطائی المتوفی ۶۳۸ھ ایک موقع پر جمع ہوئے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا لیکن آپس میں گفتگو نہیں ہوئی اس کے بعد لوگوں نے شیخ الاکبر سے شیخ الشیوخ کی نسبت پوچھا

☆ جنیہ (گنی) مصر کی مداول کرنسی ہے۔ ایک جنیہ میں ایک سو قرش ہوتے ہیں۔ جنیہ کا آغاز ۱۸۳۴ء میں ہوا۔ مصر کے لوگ عامیہ زبان میں اسے گنی کہتے ہیں۔

تو فرمایا کہ "عملوا سنته من قرنه الی قدمه" وہ سر سے پاؤں تک سنت سے بھرے ہوئے ہیں۔ پھر شیخ الشیوخ سے شیخ الاکبر کی نسبت دریافت کیا۔ تو فرمانے لگے "ھو بحر الحقائق" وہ حقایق کے سمندر ہیں۔ [۳۸]

ابوالمکارم رکن الدین علاء الدولہ احمد بن محمد السمنانی المتوفی ۷۳۶ھ نے بیان کیا ہے کہ عارف ربانی شیخ سعد الدین حمویہ محمد بن موید الجوینی المتوفی ۶۵۰ھ سے خلائق نے پوچھا کہ آپ نے شیخ الاکبر محی الدین ابن العربی کو کیسا پایا تو جواب دیا کہ "بحر مواج الا نهایته" وہ ایک موجزن سمندر تھے جس کی انتہا نہیں ہے۔ پھر پوچھا کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین کیسے تھے تو فرمانے لگے "نور متابعت النبی صلی الله علیه و آله وسلم فی جبیلن سهر وردی شئ آخر" اُن کی پیشانی میں نبی ﷺ کی متابعت کا نور ایک عجیب چیز تھا۔ [۳۹]

امام تاج الدین سبکی نے شیخ الشیوخ کے فضل وکمال کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی نسبت مشائخ و آئمہ کے مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔ منجملہ اُن کے ابن النجار الامام الحافظ محدث شام محبّ الدین بغدادی کا قول ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں علمِ حقیقت کے شیخ تھے۔ "کان شیخ وقته فی علم الحقیقة" الامام الحافظ معین الدین ابن نقطہ نے کہا ہے کہ وہ اپنے وقت میں عراق کے شیخ تھے۔ "و کان شیخ العراق فی وقة." [۴۰]

شیخ الشیوخ کا مذہب شافعی تھا۔ شافعیہ کے ائمہ اکابر میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ فقہ میں اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے عقائد میں امام ابوالحسن الاشعری کے پیرو تھے۔ آپ کے معتقدات اور صوفیہ مسالک کو امام یافعی نے اپنی کتاب "نشر المحاسن" اور "مرہم العلل" میں بیان کیا ہے۔ پہلی کتاب علامہ یوسف بن اسمعیل النبھانی کی جامع کرامات الاولیا مطبوعہ میمنیہ مصر ۱۳۲۹ھ کے حاشیہ پر چھپی ہے دوسری کو سرڈینی سن راس کے زیر اہتمام کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی نے ۱۹۱۷ء میں شائع کیا ہے۔

عربی اور فارسی ادبیات میں شیخ الشیوخ کو کافی دسترس تھی۔ ان دونون زبانوں میں آپ شعر خوب کہا کرتے تھے۔ وزیر عماد الدین محمد بن الاصفہانی المتوفی ۵۹۷ھ نے "جریدة القصر و جریدة اهل العصر" میں آپ کے عربی اشعار نقل کئے ہیں۔ ابن خلکان نے بھی

اپنی تاریخ ☆۱ میں نمونۃً آٹھ شعر کا انتخاب درج کیا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

تصرمت وحشتہ اللیالی — واقبلت دولتہ الوصال
وصار بالوصل لی حسوداً — من کان فی ھجرکم رثی لی
وحقکم بعد ان حصلتم — بکل ما فات لا اُبالی
احیتیمونی وکنت میتاً — و بعتمونی بغیر غایبی
تفاصرت عنکم قلوب — فیا لہ مورداً حلالی
علیّ ما للوری حرام — وحبکم فی الحشا حلالی
تشربت اعظمی ھواکم — فما لغیر الھوی و مالی
فما علی عادم اجاجا — وعندہ أعین الزلال ☆۲

فارسی اشعار سے آپ کی چار رباعیاں امین احمد رازی کی 'ہفت اقلیم' میں منقول ہیں۔ ان میں سے تین رباعیوں کو رضا قلی خاں ہدایت نے ''ریاض العارفین'' میں اور ایک رباعی ''مجمع الفصحا'' میں نقل کی ہے۔[۴۱]

بخشائے آنکہ بخت یارش نبود — جز خوردن غم ہائے تو کارش نبود
از عشق تو حالتش باشد کہ از آں — ہم با تو وہم بے تو قرارش نبود ☆۳

☆۱ وفیات الأعیان وانباء ابناء الزمان، از ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابوبکر بن خلکان، تحقیق: ڈاکٹر احسان عباس، (جلد سوم) دار صادر، بیروت، فروری ۱۹۷۰ء۔

☆۲ ترجمہ: ''(محبوب کے ہجر و فراق کی) راتوں کی وحشت سامانیہ ختم ہوگئی اور وصل نعمت حاصل ہوگئی۔ اور تمہارے ہجر کا مارا ہر شخص مجھے دولت وصل حاصل ہو جانے کی وجہ سے میرا حاسد بن گیا اور جو تمہارے ساتھ فراق میں تھا اس نے میرا مرثیہ کہا۔ تمہارے حقِ محبت کی قسم تمہارے حاصل ہو جانے کے بعد مجھے اپنی زندگی کی جملہ محرومیوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ (میں ایسا شخص ہوں جسے ہجر و فراق کی مصیبت نے) مردہ کر دیا تھا آپ نے مجھے (اپنی توجہ والتفات سے) زندہ کر دیا اور تم نے مجھے بہت سستا فروخت کر دیا۔ دل تم سے عاجز رہ گیا تو کیا خوب ہے اس کی گھاٹ جس کا پانی میرے لیے میٹھا ہو گیا۔ وہ چیز جو دُنیا بھر کے لیے حرام ہے (وہ چیز) مجھ پر ہے اور تمہاری محبت میرے دل میں اُتر گئی ہے۔ میری ہڈیوں نے تمہاری محبت کو پی لیا ہے میرے لیے اس محبت کے علاوہ کچھ نہیں۔ معدوم کے لیے تلخ پانی کے بجائے اس کے ہاں میٹھے پانی کے چشمے ہیں۔''

☆۳ ترجمہ: ''تو اسے بخش دے کہ نصیب اُس کا مددگار نہ تھا اُسے تو تیرے غم کھانے (فکر/سوچ) کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا۔ تیرے عشق کی وجہ سے اُس کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اَب اُسے تیرے وصل اور ہجر دونوں میں سکون میسر نہیں ہے۔''

ایں شور بیں کہ در جہاں افتاد است — خلق از پے سود وزیاں افتاد است
بہ زاں نبود کہ گوشہ بگزینی! — اے وائے بران کہ درمیاں افتاداست ☆۱

اے ازغم دیدن رخت حیران من — اندر طلب عشق تو سرگردان من!
بودن بتو مشکل است ونا بودن آہ — سرگردان من بے سروسامان من ☆۲

ایدوست وجود وعدمت اوست ہمہ — سرمایۂ شادی وغمت اوست ہمہ
تو دیدہ نہ داری کہ بہ بینی اُورا — ورنہ زقدم تا بسرت اوست ہمہ ☆۳

شیخ الشیوخ نے غرۂ محرم ۶۳۲ھ کو بغداد میں انتقال فرمایا وردیہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے یاقوت حموی مشہور جغرافیہ نویس نے بیان کیا ہے کہ یہ قبرستان باب الظفریہ کے قریب واقع تھا۔[۴۲] اوراس میں صلحا وزہاد مدفون ہوا کرتے تھے۔ظفریہ بغداد کے ایک بہت بڑے محلّہ کا نام ہے۔جو وجلہ کے جانب مشرق شہر کے انتہائی حصہ میں آباد تھا۔[۴۳] مغلوں کی تاخت وتاراج کے بعد عوام اسی محلے کو شہر کہا کرتے تھے۔اوراس کے دروازے سے جس کا نام باب الظفریہ تھا خراسان کے قافلے آیا جایا کرتے تھے۔اوراسی وجہ سے زمانۂ مابعد میں اس کا نام باب خراسان ہوگیا تھا۔[۴۴] اس وقت نہ تو یہ قبرستان ہے اور نہ یہ محلّہ لیکن شیخ الشیوخ کا مقبرہ تاحال موجود ہے۔زمانہ حال میں جن سیاحوں نے شیخ الشیوخ کے مزار کی زیارت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ باکوبد کو جانے والے راستہ پر یہ مقبرہ واقع ہے۔اس کے دروازے پر خوش خط کتبہ بھی لگا ہوا ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان عبدالحمید خاں کے عہد میں اس کی مرمت ہوئی ہے۔مقبرہ سے متصل مسجد ہے۔جس کے مینار پر سبز رنگ کی چھتری بنی ہوئی ہے۔

☆۱ ترجمہ: ”دیکھیے کہ دنیا میں یہ کیا شور برپا ہے کہ مخلوق نفع ونقصان کے چکر میں پڑی ہوئی ہے۔اس سے بہتر نہ تھا کہ تو کوئی گوشۂ تنہائی اختیار کرلیتا۔افسوس ہے اس پر کہ جس میں تو گرفتار ہے۔“

☆۲ ترجمہ: ”میں تجھے (تیرا غمگین چہرہ) غمگین دیکھ کر حیران ہوں۔میں تو تیرے عشق کی طلب میں دوڑ رہا ہوں۔تیرا ہونا مشکل ہے،سرنہ ہونے پر افسوس ہے۔میری بے سروسامانی سرگردانِ بے کار ہے۔تمہارے کسی کام نہیں آسکتی۔“

☆۳ ترجمہ: ”اے دوست تیرا وجود وعدم سب کچھ وہی ہے،تیرے خوشی اورغم کا سامان سب کچھ وہی ہے،مگر تو ایسی آنکھ نہیں رکھتا کہ اُسے دیکھے ورنہ تیرے سر سے پاؤں تک میں وہ سارا ہی موجود/عیاں ہے۔“

بروکلمان نے اپنی کتاب ''تاریخ ادبیات عرب'' میں شیخ الشیوخ کی اکیس ۲۱ تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے۔[۴۵] منجملہ ان کے بعض مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ عوارف المعارف۔ اس کتاب کا مفصل تذکرہ اوراق مابعد میں آئے گا۔

۲۔ نغبتہ البیان فی تفسیر القرآن۔ حاجی خلیفہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔[۴۶] اور مصر کے کتب خانہ حذیویہ میں اس کا مخطوطہ محفوظ ہے۔[۴۷]

۳۔ اعلام الھدی عقیدہ ارباب التقی۔[۴۸] اس میں عقائد کے متعلق متکلمانہ مباحث مذکور ہیں۔ یہ کتاب مکمہ معظمہ میں تصنیف ہوئی ہے اور دس ابواب پر منقسم ہے۔ تا حال چھپی نہیں ہے۔ اس کے مخطوطات کتب خانہ آصفیہ میں فن کلام کے نمبر (۴۷۹) پر اور بانکی پور کے کتب خانہ مشرقیہ میں کتب عربی کے نمبر (۱۱۳۶) پر محفوظ ہیں۔

۴۔ کشف النصائح الایمانیہ وکشف الفضائح الیونانیہ۔[۴۹] اس میں شیخ الشیوخ نے علم کلام کے مسائل پر متصوفانہ اور مؤرخانہ انداز سے بحث کی ہے۔ اس کے ضمن میں امام محمد غزالی کی تھافتہ الفاسفہ کی اتباع میں فلسفہ یونان کا ابطال کیا ہے۔ یہ کتاب شیخ الشیوخ نے خلیفہ الناصر (۵۷۵ھ،۶۲۲ھ) کے لئے لکھی ہے اس میں پندرہ باب اور دو خاتمے ہیں۔ امام غزالی کی ''احیاء العلوم'' کا جو نسخہ ۱۳۰۲ھ میں بمقام قاہرہ طبع ہوا ہے اس کے حاشیہ پر یہ کتاب چھپ گئی ہے۔ ملا معین الدین یزدی المتوفی ۷۸۹ھ نے جو تاریخ آل مظفر کا مصنف ہے فارسی میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔[۵۰] جس کا مخطوط برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔[۵۱]

پروفیسر برون نے اپنی کتاب تاریخ ادبیات ایران میں لکھا ہے کہ مسٹر کلارک نے اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا ہے جو اس کے دیوان حافظ کے انگریزی ترجمہ مطبوعہ لندن ۱۸۹۱ء کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل ہے۔[۵۲] لیکن اس بارے میں مرحوم پروفیسر کو تسامح ہو گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ترجمہ دیوان حافظ کے ساتھ عزالدین محمود کی مصباح الھدایہ کے اقتباس کا ترجمہ چھپا ہے۔ جس کو پروفیسر نے رشف النصائح کا ترجمہ سمجھ لیا ہے۔

۵۔ کتاب الاوراد شیخ الشیوخ نے اس میں (اوراد وادعیہ) جمع کئے ہیں۔ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین البخاری المتوفی ۷۸۵ء اس کو سبق بہ سبق پڑھایا کرتے تھے۔[۵۳] کتب خانہ آصفیہ میں فن ادعیہ کے نمبر ۹۱ اور ۱۲۹ پر اس کے دو مخطوطے محفوظ ہیں علی بن احمد الغوری[۵۴] متوطن کڑہ مضافات جون پور نے جو شیخ صدرالدین ابوالفتح ملتانی کے مرید ہیں بعہد سلطان محمد بن تغلق (۷۲۵ء۔۷۵۲ء) فارسی زبان میں اس کی مبسوط شرح لکھی ہے۔ اس کا نام کنز العباد فی شرح الاوارد ہے۔[۵۵] اور ۱۳۲۶ء میں بمقام قازان چھپ گئی ہے۔ اس کے ۷۴۴ صفحات ہیں۔

۶۔ جذب القلوب الی مواصلتہ المحبوب۔ معرفت وسلوک کے بیان میں چھوٹا سا رسالہ ہے اور ۱۳۱۸ء میں حلب میں چھپ گیا ہے۔

۷۔ کتاب الوصایا[۵۶] اسد بن علی ابرسوی نے اس کی شرح لکھی ہے۔ اور اس کا مخطوطہ برلن میں محفوظ ہے۔[۵۷]

۸۔ رحیق المختوم لذوی العقول والفہوم۔ اس کا مخطوطہ برلن میں محفوظ ہے۔[۵۸] کتب خانہ آصفیہ میں فن تصوف کے نمبر (۱۰۶) پر شیخ جمال الدین محمدؒ بن عبداللہ بن العیدروس الباعلوی المتوفی ۱۰۳۱ء کی کتاب ایضاح اسرار العلوم کا مخطوطہ ہے اس کے آخر میں رحیق المختوم کا مخطوطہ بھی شامل ہے۔[۵۹]

۹۔ صفوۃ الصوفیہ فی آداب المریدین۔[۶۰] چھوٹا سا رسالہ ہے۔ اس میں سینتالیس باب ہیں اور ان میں شیخ الشیوخ نے منازل سلوک بیان کئے ہیں۔ اس کے مخطوطے ریاست رام پور کے کتب خانہ میں فن سلوک کے نمبر ۲۶ پر اور بانکی پور کے کتب خانہ میں کتب عربی کے نمبر ۸۶۴ پر موجود ہیں اور ان کتب خانوں کی فہرست میں اس کا نام ارشاد المریدین درج ہے۔

۱۰۔ مقامات العارفین۔ اس کا مخطوط برلن میں محفوظ ہے۔[۶۱]

۱۱۔ رسالہ فی اعتقاد الحکماء اس کا مخطوط پیرس میں محفوظ ہے۔[۶۲]

عوارف المعارف اسلامی ادبیات کی اعلیٰ ترین تصنیفات میں شامل ہے۔آئمہ صوفیہ نے اسے معرفت وسلوک کی امہات الکتب میں شمار کیا ہے۔مخدوم جہانیاں سید جلال الدین البخاری المتوفی ۷۸۵ھ اپنے مجالس میں بار بار فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی شخص کا پیر نہ ہو اور وہ عوارف پڑھے اور اس پر عمل کرے تو بلاشبہ ولی ہو جائے۔[۶۳] مخدوم جہانیاں نے عوارف مدینہ منورہ میں شیخ مدینہ عبداللہ المطر ی سے پڑھی۔اس کے بعد فارس کے شہر شبانکارہ میں آخر شیخ الشیوخ کے مرید شیخ شرف الدین محمود تستری سے اس کی تجدید کی۔ہندوستان میں آ کر سالہا سال اس کے درس میں مشغول رہے۔[۶۴]

شیخ جمال الدین محدث اوچہ اپنی مجلس درس میں علی الدوام پانچ کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔فقہ میں ہدایہ۔اصول میں بزدوی۔حدیث میں مشارق ومصابیح۔سلوک میں عوارف۔[۶۵]

شیخ عزالدین محمود بن علی الکاشی المتوفی ۷۳۵ء عوارف کو پڑھاتے وقت مولانا نور الدین عبدالصمد بن علی الاصفہانی اور شیخ ظہیرالدین عبدالرحمٰن بن علی بن برغش سے اس کی روایت کرتے تھے۔ان دونوں نے شیخ نجیب الدین علی بن برغش سے اور انہوں نے بلا واسطہ خود شیخ الشیوخ سے اس کی روایت کی ہے۔[۶۶]

عارف کے مقبول عام ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ مشاہیر علماء و مصنفین نے اس کے شروح وحواشی لکھے نیز خلاصے اور ترجمے کیے ہیں۔

محدث حجاز مفتی حرم محبّ الدین ابو العباس احمد بن عبداللہ الطبر ی۔[۶۷] المتوفی ۶۹۴ھ نے جوائمہ حدیث سے ہیں عوارف کا خلاصہ کیا ہے۔[۶۸] اس کا مخطوطہ جو ۱۰۲۷ء میں مکتوب ہوا ہے برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔[۶۹]

شیخ زین الدین قاسم بن قطلو بغا بن عبداللہ الجمال المصر ی المتوفی ۸۷۹[۷۰] نے جو تاج التراجم کے مصنف ہیں عوارف کے احادیث کی تخریج کی ہے۔[۷۱] اس کا مخطوطہ پیرس کے کتب خانہ ملی میں موجود ہے۔[۷۲]

علامہ سید شریف زین الدین علی بن محمد الجرجانی المتوفی ۸۱۶ء[۷۳] اور مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندی المتوفی ۱۰۳۴ء نے عوارف پر تعلیقات لکھے ہیں۔[۷۴]

عوارف کی شرحوں میں خواجہ بندہ نواز گیسودراز سید محمد بن یوسف الحسینی المتوفی ۸۲۵ھ کی شرحیں زیادہ مشہور ہیں۔آپ نے پہلی شرح بزمانہ قیام دہلی عربی زبان میں تصنیف کی۔معارف العوارف اس کا نام ہے۔دوسری شرح کوگلبرگہ تشریف لانے کے بعد فارسی میں تصنیف فرمایا ہے۔[۷۵]

قریب قریب اسی زمانہ میں مخدوم الفقیہ علاء الدین ابوالحسن علی بن احمد المھائمی المتوفی ۸۳۵ھ صاحب تفسیر تبصیر الرحمٰن نے بزبان عربی عوارف کی ایک مبسوط شرح لکھی اور اس کا نام زوارف اللطائف شرح عوارف المعارف رکھا۔[۷۶] اس کے خاتمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بروز جمعہ ۳ محرم ۸۱۸ھ کو یہ شرح تمام ہوئی ہے۔اس کے مخطوطے حیدرآباد رام پور اور بانکی پور کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔کتب خانہ آصفیہ میں فن تصوف کے نمبر ۷۰۷، ۱۴۷۸ پر دو مخطوطے۔کتب خانہ رام پور میں فن سلوک کے نمبر ۳۴۴ پر ایک مخطوط۔کتب خانہ بانکی پور میں کتب عربی کے نمبر ۸۶۳ پر ایک مخطوط۔

عوارف کی ایک اور شرح شیخ عبدالقدوس بن ابوالمکارم اسمٰعیل بن صفی بن نصیر الغزنوی المتوفی ۹۴۹ء [۷۷] والمدفون فی گنگوہ مصنف انوار العیون نے ۹۲۳ میں بعہد سلطان سکندر شاہ لودہی (۸۹۴ء ۹۱۵ء) تصنیف کی ہے۔زبان عربی ہے۔نام معارف شرح عوارف ہے۔اس کی جلد اول کا ایک خوش خط مخطوطہ جو آخر سے ناقص ہے کتب خانہ آصفیہ میں فن تصوف کے نمبر (۱۸۸) پر موجود ہے۔

فارسی زبان میں عوارف کے دو ترجمے ہوئے ہیں۔ان میں پہلا اور قدیم ترجمہ شیخ ظہیرالدین عبدالرحمٰن بن نجیب الدین علی بن برغش شیرازی المتوفی ۷۱۶ھ کا ہے [۷۸]۔اس کا ذکر مولانا جامی اور حاجی خلیفہ نے بھی کیا ہے۔اور کیمبرج یونیورسٹی کے کتب خانہ میں اس کا مخطوطہ موجود ہے دوسرا ترجمہ شیخ فخر الدین اسمٰعیل بن عبدالمومن المتوفی ۹۱۰ھ نے کیا ہے۔اس کا مخطوطہ استنبول کے کتب خانہ نورعثمانیہ میں ۴۳۲۰ پر موجود ہے۔

ترکی زبان میں بھی اس کے دو ترجمے ہوئے ہیں۔ان میں قدیم ترجمہ مولانا محمود عارفی

ہروی صاحب[۷۹] مثنوی گوئ چوگاں کا ہے۔ جو امیر تیمور کے فرزند سلطان شاہرخ (۸۰۷ء -۸۵۰ء) کے عہد میں ہوا ہے۔ اور اس وقت نادر ونایاب ہے۔ دوسرا ترجمہ احمد بن سعید بغوی کا ہے۔ اور اسکا مخطوطہ قسطنطنیہ کے کتب خانہ آیا صوفیہ میں نمبر (۱۷۱۴) پر محفوظ ہے۔

حاجی خلیفہ نے بیان کیا ہے کہ شیخ عزالدین محمود بن علی الکاشی المتوفی ۷۳۵ھ[۸۰] شارح قصیدہ ابن الفارض نے بھی عوارف کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ ترجمہ نہیں ہے بلکہ خلاصہ ہے۔ اور اس کا نام مصباح الہدایہ ومفتاح الکفایہ ہے۔[۸۱] ۱۸۷۵ء میں لکھنؤ میں چھپ گیا ہے دس ابواب پر منقسم ہے۔

ہر ایک باب میں دس دس فصول ہیں۔ ابواب کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ دربیان اعتقادات متصوفہ۔

۲۔ دربیان علوم۔

۳۔ دربیان معارف۔

۴۔ دربیان اصطلاحات صوفیاں۔

۵۔ دربیان مستحسنات صوفیاں۔

۶۔ دربیان آداب۔

۷۔ دربیان اعمال۔

۸۔ دربیان اخلاق۔

۹۔ دربیان مقامات۔

۱۰۔ دربیان احوال وختم کتاب۔

لیفٹینینٹ کرنل ایچ، ڈبلیو، کلارک نے جگہ جگہ سے اقتباس کر کے مصباح الھدایہ کے متعدد فصول کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ اور اسے اپنے دیوان حافظ کے ترجمہ کے ساتھ جو ۱۸۹۱ء میں بمقام لندن طبع ہوا ہے۔ بطور ضمیمہ چھپوایا ہے۔

قریباً پینتالیس سال ہوئے کہ منشی نول کشور نے مولوی محمد ابوالحسن فرید آبادی سے

عوارف کا اُردو زبان میں ترجمہ کرایا۔ اور اسے پہلی مرتبہ ۱۸۹۱ء میں اپنے مطبع واقع لکھنؤ میں چھپوا کرا شائع کیا۔ اس کے بعد ۱۹۰۶ء میں اس کا ایک اور ایڈیشن شائع ہوا۔

عوارف کے اصل عربی متن کو سید عبداللہ النھاری اور شیخ محمد امین الکردی نے مصر کے مطبع وھبیہ میں ۱۲۹۲ھ میں دو جلدوں میں چھپوایا ہے۔ امام غزالی کی احیاء العلوم، کے جو نسخے مصر میں ۱۲۸۲ میں بولاق میں ۱۲۸۹ھ اور ۱۳۰۳ھ میں مطبع ازھریہ میں ۱۳۱۶ھ میں مطبع میمنیہ میں ۱۳۲۳ھ میں دارالکتب العربیہ میں ۱۳۳۲ھ میں طبع ہوئے ہیں۔ اُن کے حواشی پر بھی عوارف کا اصل عربی متن چھپا ہوا ہے۔

مصادر

(۱)

وہ کتابیں جن میں شیخ الشیوخ کے حالات مستقل عنوان کے تحت مذکور ہیں۔

عربی

۱	معجم البلدان	یاقوت الحموی المتوفی ۶۲۶ھ	مصر ۱۳۲۳ء	جلد خامس ص ۱۸۵
۲	وفیات الاعیان	ابن خلکان المتوفی ۶۸۱ھ	ایران ۱۲۸۴ء	جلد اول ص ۴۱۴
۳	حوادث الجامعہ	ابن الفوطی المتوفی ۷۲۳ھ	بغداد ۱۹۳۲ء	ص ۵۱، ۷۴، ۷۵
۴	مراۃ الجنان	امام یافعی المتوفی ۷۶۸ھ	حیدرآباد ۱۳۳۷ء	جلد اربع ص ۷۹
۵	الطبقات الشافعیہ	تاج الدین سبکی المتوفی ۷۷۱ھ	مصر ۱۳۲۴ء	جلد خامس ص ۱۴۳
۶	مفتاح السعادہ	طاش کبریٰ زادہ المتوفی ۹۶۲ھ	حیدرآباد ۱۳۲۹ء	جلد ثانی ص ۲۱۴
۷	شذارت الذہب	ابن عماد الحنبلی المتوفی ۱۰۸۹ھ	مصر ۱۲۵۱ء	جلد خامس ص ۱۵۳
۸	روضات الجنات	محمد باقر الموسوی	ایران ۱۳۱۷ء	ص ۳۲۸
۹	الاعلام	خیر الدین الزرکلی	قاہرہ ۱۹۲۷ء	جلد ثانی ص ۲۲۷
۱۰	معجم المطبوعات	یوسف الیاس سرکیس	قاہرہ ۱۹۲۸ء	ص ۱۰۶۰

فارسی

۱۱	تاریخ گزیدہ	حمد اللہ مستوفی تالیف ۷۳۰ھ	لیڈن ۱۹۱۰ء	ص ۷۹۰
۱۲	نفحات الانس	عبدالرحمٰن الجامی المتوفی ۸۹۸ھ	لکھنؤ ۱۹۱۵ء	ص ۴۲۰
۱۳	جیب السیر	غیاث الدین خوندمیر المتوفی ۹۴۱ھ	بمبئی ۱۲۷۳ء	جلد دو۔ جزسوم ص ۷۸
۱۴	ہفت اقلیم	امین احمد رازی	قلمی	ورق ص ۳۳۷

۱۵	مجالس المومنین	قاضی نور اللہ شوستری المقتول ۱۰۱۹ھ	ایران ۱۲۹۵ء	ص ۲۸۵
۱۶	سفینۃ الاولیا	شہزادہ دارا شکوہ المقتول ۱۰۶۸ھ	لکھنؤ ۱۹۰۰ء	ص ۱۱۲
۱۷	تحفۃ الکرام	علی شیر قانع تالیف ۱۱۸۱ھ	دہلی ۱۳۰۴ء	جلد دوم ص ۲۸۳
۱۸	ریاض العارفین	رضا قلی خاں ہدایت	طہران طبع جدید	ص ۱۵۶
۱۹	مجمع الفصحا	رضا قلی خاں ہدایت	طہران ۱۲۹۵ء	جلد اول ص ۳۱۲
۲۰	خزینۃ الاصفیا	غلام سرور لاہوری	لکھنؤ ۱۹۱۴ء	جلد دوم ص ۱۴
۲۱	درالدارین	سید علی موسیٰ	حیدرآباد ۱۳۰۸ء	جلد اول ص ۱۵۰
۲۲	تاریخ ادبیات ایران	ڈاکٹر رضا زادہ شفق	طہران ۱۳۱۳ء	ص ۱۷۳

جرمنی

۲۳	تاریخ ادبیات عرب	ڈاکٹر بروکلمان	برلن ۱۸۹۸ء	جلد دوم ص ۴۴۰

انگریزی

۲۴	ترجمہ تاریخ ابن خلکان	دی سیلان	لندن ۱۸۷۱ء	جلد دوم ص ۳۸۲
۲۵	تاریخ ادبیات عرب	ڈاکٹر ہوارٹ	لندن ۱۹۰۳ء	جلد دوم ص ۲۷۲
۲۶	تاریخ ادبیات ایران	پروفیسر براؤن	کیمبرج ۱۹۰۲ء	جلد دوم ص ۴۹۲
۲۷	دائرۃ المعارف الاسلامیہ			جلد سوم ص ۵۰۶

(۲)

وہ کتابیں جن میں شیخ الشیوخ کا حال یا اُن کے تصنیفات کا تذکرہ ضمناً آیا ہے یا جن سے بعض تاریخی اور جغرافیائی معلومات ماخوذ ہیں۔

عربی

۲۸	تاریخ ظہور التتر	نوالدین محمد بن احمد النسوی	پیرس ۱۸۹۱ء	۱۳،۱۲
۲۹	دول الاسلام	امام ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ	حیدرآباد ۱۳۳۷ء	
۳۰	تذکرہ الحفاظ	امام ذہبی	حیدرآباد ۱۳۳۳ء	
۳۱	کشف الظنون	حاجی خلیفہ المتوفی ۱۰۶۷ھ	استنبول ۱۳۱۱ء	
۳۲	سبحۃ المرجان	آزاد بلگرامی	بمبئی ۱۳۰۳	
۳۳	فوائد البہیہ	عبدالحی فرنگی محلی	مصر ۱۳۲۴ء	
۳۴	نزہۃ الخواطر	سید عبدالحی لکھنوی	حیدرآباد ۱۳۵۰ء	

فارسی

۳۵	سفرنامہ	حکیم ناصر خسرو المتوفی ۴۸۱ھ	برلن ۱۳۴۱ء	
۳۶	بوستاں	شیخ سعدی شیرازی	دیانا ۱۸۵۸ء	
۳۷	سلجوق نامہ	ابن بی بی	لیڈن ۱۸۹۱ء	
۳۸	راحۃ القلوب	شیخ نظام الدین بدایونی المتوفی ۷۲۵ھ	دہلی ۱۳۱۳ء	اُردو ترجمہ
۳۹	فواید الفواد	امیر حسن بن علا سنجری	لکھنؤ ۱۳۰۲ء	
۴۰	مناقب العارفین	شمس الدین افلاکی	آگرہ ۱۸۹۷ء	
۴۱	نزہۃ القلوب	حمد اللہ مستوفی	لیڈن ۱۹۱۵ء	
۴۲	درالمنظوم	علاء الدین الحسینی	دہلی ۱۳۰۹ء	اُردو ترجمہ

۴۳	سیر محمدی	سید محمد علی سامانی	طبع الہ آباد ۱۳۴۷ء	
۴۴	آئین اکبری	ابوالفضل علامی	لکھنؤ ۱۸۲۹ء	
۴۵	اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق دہلوی	دہلی ۱۳۰۹	
۴۶	محبوب الالباب	خدابخش خان	حیدرآباد ۱۳۰۰ء	

لاطینی

۴۷	مخطوطات عربی برٹش میوزیم	چارلس ریو	لندن ۱۸۷۱ء	

جرمنی

۴۸	مخطوطات عربی کتب خانہ برلن	ڈاکٹر اہلورد	برلن ۱۸۸۷ء تا ۱۸۹۹ء	

فرانسیسی

۴۹	مخطوطات عربی کتب خانہ پیرس	دی سیلان	پیرس ۱۸۹۵ء	

انگریزی

۵۰	مخطوطات فارسی برٹش میوزیم	چارلس ریو	لندن ۱۸۹۴ء	

حوالہ جات

۱۔ معجم البلدان، جلد خامس، صفحہ ۱۸۵، ابن خلکان، مطبع طہران، جلد اول، صفحہ ۳۲۴، طبقات الشان جلد رابع، صفحہ ۲۵۶، شذرات الذہب، جلد رابع، صفحہ ۲۸، ۲۰۹۔

۲۔ کشف الظنون، جلد اول، صفحہ ۱۷، بروکلمان جلد اول، صفحہ ۴۳۶۔

۳۔ سیرۃ الشرف، طبع بانکی پور ۱۹۰۱ء، ص ۳۳۵۔

۴۔ خواجہ بندہ نواز کا یہ ترجمہ حال ہی میں حیدر آباد کے مطبع انتظامی میں چھپا ہے اور مولوی سید عطا حسین ایم۔اے نے اس کی تصیح کی ہے۔

۵۔ مرآۃ الجنان، جلد ۳، صفحہ ۳۱۰۔

۶۔ دول الاسلام، جلد ۲، صفحہ ۵۱۔

۷۔ دول الاسلام، جلد ۲، صفحہ ۵۶۔

۸۔ دول الاسلام، جلد ۲، صفحہ ۵۶۔

۹۔ مرآۃ الجنان، جلد ۳، صفحہ ۳۷۸۔

۱۰۔ مرآۃ الجنان، جلد ۳، صفحہ ۳۷۹۔

۱۱۔ خلاصہ المفاخر کا اصل عربی متن نایاب ہے۔ قرن ہشتم کے نصف آخر میں مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری المتوفی ۷۸۵ء کے ایماء سے اس کا فارسی زبان میں ترجمہ ہوا ہے۔ جو اکثر کتب خانوں میں موجود ہے۔ اور اس میں یہ واقعہ حکایت یک صد و ہشتاد میں منقول ہے۔

۱۲۔ سفرنامہ حکیم ناصر خسرو طبع برلن، صفحہ ۱۳۴، معجم البلدان، جلد سادس، صفحہ ۱۰۴، نزہتہ القلوب ملبع یورپ، صفحہ ۳۹۔

۱۳۔ تذکرۃ الحفاظ، جلد رابع، صفحہ ۴۰۶۔

۱۴۔ تذکرۃ الحفاظ، جلد رابع، ص ۱۱۵۔

۱۵۔ تذکرۃ الحفاظ، جلد رابع، صفحہ ۱۱۹۔

۱۶۔ تذکرۃ الحفاظ، جلد رابع، ص ۱۹۷۔

۱۷۔ مرآۃ الجنان، جلد رابع، صفحہ ۲۰۲۔

۱۸۔ تذکرۃ الحفاظ، جلد رابع، ص ۲۰۲۔

۱۹۔ آئین اکبری، جلد سوم، صفحہ ۲۸۱۔

۲۰۔ نفحات الانس، ص ۴۵۲۔

۲۱۔ // // ص ۴۴۰۔

۲۲۔ مرآۃ الجنان، جلد رابع، ص ۱۷۴۔

۲۳۔ نفحات الانس، ص ۴۲۲۔

۲۴۔ تذکرہ دولت شاہ طبع یورپ، ص۲۰۲۔
۲۵۔ بوستان طبع وائنا، ص۱۵۰۔
۲۶۔ تذکرہ دولت شاہ طبع یورپ، صفحہ۱۴۸۔
۲۷۔ مناقبت العارفین، ص۱۳۔
۲۸۔ سیرۃ سلطان جلال الدین منکبرنی طبع ہوداس، ص۱۲ تا ۱۳۔
۲۹۔ دفیات الاعیان، طبع طہران، جلد اول، ص۴۱۵۔
۳۰۔ سلجوق نامہ، متن فارسی، ص۹۵ تا ۹۷، ترکی ترجمہ، ص۲۲۰ تا ۲۲۵۔
۳۱۔ مناقب العارفین، ص۴۹۔
۳۲۔ تجارب السلف طبع طہران، ص۳۲۴، ۳۲۵
۳۳۔ کشف الظنون، جلد اول، ص۵۷۲۔
۳۴۔ مراۃ الجنان، جلد۴، صفحہ۸۱۔
۳۵۔ راحت القلوب۔
۳۶۔ فوایدالفواد، جلد چہارم، ص۲۸۶۔
۳۷۔ مراۃ الجنان، جلد رابع، صفحہ۸۲۔
۳۸۔ مراۃ الجنان، جلد رابع، ص۱۰۱۔
۳۹۔ نفحات الانس، ص۴۲۰۔
۴۰۔ طبقات الشافیہ، جلد خامس، صفحہ۲۴۴۔
۴۱۔ ریاض العارفین طبع جدید، ص۱۵۷، مجمع الفصحا، جلد اول، صفحہ۳۱۳۔
۴۲۔ معجم البلدان، جلد ثامن، صفحہ۴۱۲۔
۴۳۔ معجم البلدان، جلد سادس، صفحہ۸۶۔
۴۴۔ نزہتہ القلوب، صفحہ۳۴۔
۴۵۔ کتاب مذکور، جلد اول، ص۴۴۰، ۴۴۱۔
۴۶۔ کشف الظنون، جلد ثانی، ص۶۰۷۔
۴۷۔ فہرست کتب خانہ حذیویہ، جلد اول، ص۱۱۰۔
۴۸۔ کشف الظنون، جلد اول، ص۱۲۴۔
۴۹۔ کشف الظنون، جلد اول، ص۵۷۲۔
۵۰۔ کشف الظنون، جلد اول، ص۲۱۹، ۵۷۲۔
۵۱۔ ریو مخطوطات فارسی، جلد دو، ص۸۵۳۔
۵۲۔ تاریخ ادبیات ایران، جلد دو، ص۸۵۳۔
۵۳۔ الدار المنظوم۔

۵۴۔ نزہت الخواطر، ص ۹۱۔

۵۵۔ محبوب الالباب، ص ۶۱۱، ایوانو مخطوطات فارسی، نمبر ۱۰۶۵۔

۵۶۔ کشف الظنون، جلد ثانی، ص ۶۳۵۔

۵۷۔ اہلورد، مخطوطات عربی، برلن لائبریری، نمبر ۳۹۹۳۔

۵۸۔ اہلورد، مخطوطات عربی، برلن لائبریری، نمبر ۲۳۰۲/۳

۵۹۔ فہرست کتب خانہ آصفیہ، جلد اول، صفحہ ۳۶۰۔

۶۰۔ رفاعیہ، ص ۲۵۹

۶۱۔ اہلورد، مخطوطات عربی، برلن لائبریری، ص ۳۳۰۵۔

۶۲۔ دی سیلان، مخطوطات عربی، پیرس لائبریری، ص ۱۱۴۷۔

۶۳۔ الدرر المنظوم، ص ۶۲۱۔

۶۴۔ الدرر المنظوم، ص ۴۷۸، ۵۵۲، ۶۰۹۔

۶۵۔ الدرر المنظوم، ص ۶۳۱۔

۶۶۔ نفحات الانس، طبع لکھنؤ، ص ۴۲۷۔

۶۷۔ تذکرۃ الحفاظ، جلد رابع، ص ۲۶۷۔

۶۸۔ کشف الظنون، جلد ثانی، ص ۱۳۹۔

۶۹۔ ریو، مخطوطات عربی، ص ۸۸۴

۷۰۔ شذرات الذہب، جلد سابع، ص ۳۲۶، فوائد البہیہ، طبع مصر، ص ۹۹۔

۷۱۔ کشف الظنون، جلد ثانی، ص ۱۳۹۔

۷۲۔ دی سیلان، مخطوطات عربی، کتب خانہ ملی، ص ۲۸۱۲۔

۷۳۔ مفتاح السعادہ، جلد اول، ص ۱۶۷، بغیۃ الوعاۃ، ص ۳۰۱، روضات الجنات، ص ۴۹۷۔

۷۴۔ سبحۃ المرجان، طبع بمبئی، ص ۴۷ تا ۵۶۔

۷۵۔ سیر محمدی، طبع الہ آباد، ص ۱۰۲۔

۷۶۔ اخبار الاخیار، طبع دہلی ۱۳۳۲، ص ۱۷۹۔

۷۷۔ اخبار الاخیار، ص ۲۲۱، تذکرہ علمائے ہندہ، ص ۱۳۰۔

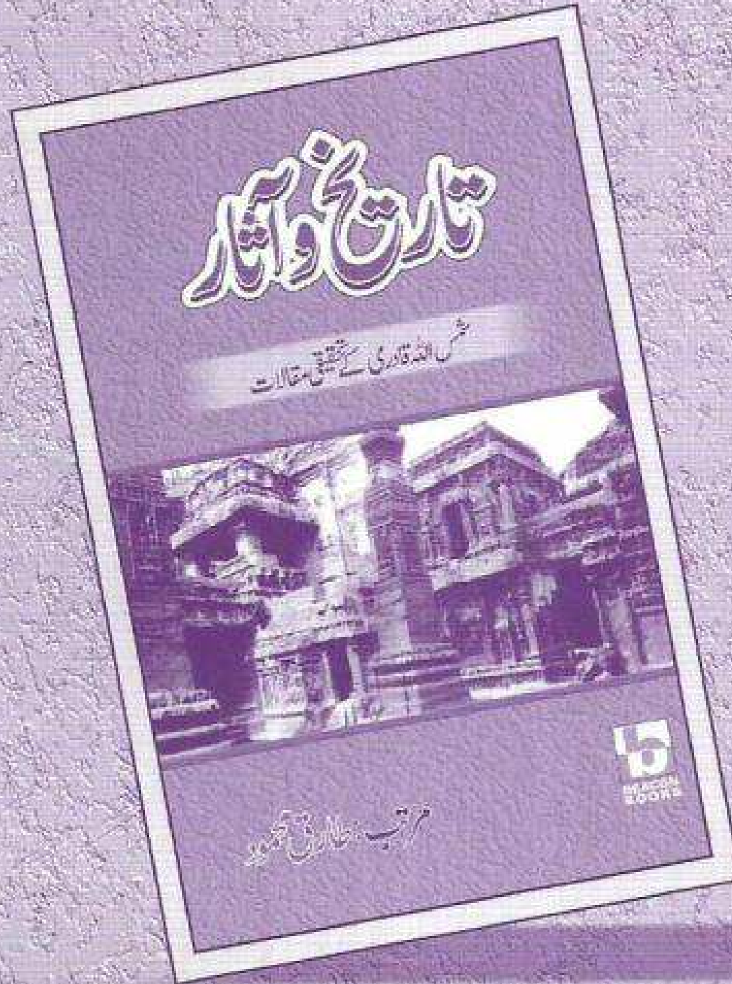
۷۸۔ نفحات الانس، صفحہ ۴۲۲۔

۷۹۔ حبیب السیر، جلد سوم جزسوم، صفحہ ۱۵۰۔

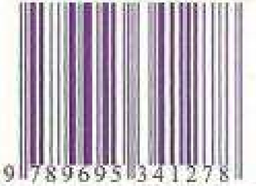
۸۰۔ نفحات الانس، صفحہ ۴۲۷۔

۸۱۔ کشف الظنون، جلد ثانی، صفحہ ۱۳۹، صفحہ ۴۵۰۔

تاریخ، آثار قدیمہ، مسکوکات اور دیگر اہم موضوعات
پر مشتمل علمی ادبی اور تحقیقی مضامین کا مجموعہ



ISBN 978-969-534-127-8







بیکن بُکس

• میاں چیمبرز، 3 ٹیمپل روڈ، لاہور فون: 6366079 - 042
6365721

• گلگشت، ملتان فون: 6520790,6520791 - 061

e-mail:beaconbookspakistan@hotmail.com
e-mail:beacon_books_pakistan@yahoo.com